



WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY  
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

پیارے بچوں کیلئے انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ کہانی

# پن چنگلو

منظہر کلیم ایم اے



پاک گیٹ  
ملتان

## یوسف برادرز





پرانے زمانے کا ذکر ہے ایک ساسان میں  
ایک مشہور خاندان چھنگو نامی رہتا تھا اس  
خاندان کے تمام افراد فوج میں مختلف عہدوں  
پر فائز تھے۔ اس خاندان کا سربراہ ناپان  
چھنگو تھا جو اس ملک کی فوج کا سربراہ  
تھا۔ اس خاندان کی ایک خصوصیت یہ تھی  
کہ اس خاندان کے ہر فرد کے ہاتھوں  
اور پیروں کی پانچ کی سیجائے چھ انگلیاں  
ہوتی تھیں اس لئے یہ پورا خاندان چھنگو  
کہلاتا تھا۔

اس خاندان کی بہادری اور طاقت کے

ناشران ————— اشرف قریشی

————— یوسف قریشی

پرتر ————— محمد یونس

طابع ————— ندیم یونس پرنٹرز لاہور

قیمت ————— 7 روپے



تھے ملک ساسان کے علاوہ دور دور ملک  
مشہور تھے اور لوگ اس خاندان کے ہر  
فرد کی بڑی عزت و احترام کرتے تھے۔  
پرسالار ناپان چنگو تو بہادری اور  
طاقت میں دور دور ملک مشہور تھا۔ اس  
کا نام بہادری میں اس طرح مشہور تھا جیسے  
دستم کا نام مشہور ہے۔  
ناپان بڑھا ہو گیا تھا۔ مگر اسکی کوئی  
اولاد نہیں تھی جس کی وجہ سے وہ اکثر  
مغموم رہتا تھا۔ ناپان نے کئی نثاریاں  
کیں مگر کسی میں سے بھی اسکی اولاد  
پیدا نہ ہوئی۔

ایک دن ناپان چنگو بادشاہ کے ساتھ  
ایک جنگل میں شکار کھیل رہا تھا کہ  
ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑاتے ہوئے  
وہ بادشاہ اور دوسرے ساتھیوں سے بچھڑ  
گیا اس کے ساتھ ہی گھنے جنگل میں  
وہ راستہ بھی بھول گیا۔  
راستہ تلاش کرنے کے لئے ادھر ادھر

دوڑتا رہا۔ مگر اسے راستہ نہ مل سکا  
شام ہو گئی تھی۔ اور جبل میں اندھیرا  
چائے ہو گیا تو ناپان نے تھک کر  
گھوڑا ایک درخت کے نیچے بندھا اور خود  
اتر کر درخت کے تنے سے پشت لگا  
کر بیٹھ گیا آرام کرنے کے ساتھ ساتھ  
یہ بھی سوچ رہا تھا کہ اب رات کسی  
غار میں گزارے اور صبح کو پھر راستہ  
تلاش کرنے کی کوشش کرے۔

ابھی اسے وہاں بیٹھے تھوڑی ہی دیر  
ہوئی تھی اچانک اسکے کانوں میں بندروں  
کے چہنچہ کی آواز آئی۔ اس نے چونک  
کر دیکھا تو دور اسے ایک درخت کے  
نیچے ایک بندر کا بچہ زخمی حالت میں  
بھانپا نظر آیا۔ اسکے پیچھے ایک گودجگر  
دوڑ رہا تھا۔ اور درخت کے اوپر بندر  
چڑھ رہے تھے گودجگر شاید بندر کے بچے  
کو کھانا چاہتا تھا بندر کا بچہ بے چارہ  
اپنی جان بچانے کے لئے ادھر ادھر



رہا تھا۔  
 ناپان کو اس پر رحم آ گیا۔ اس  
 نے پاس رکھی ہوئی کمان اٹھائی اور اس  
 میں تیر بوڑ کر اس نے گڑبگڑ کا نشانہ  
 لے کر تیر چلا دیا۔ تیر سیدھا گڑبگڑ کی  
 گردن میں جا لگا اور گڑبگڑ وہیں گر پڑا  
 اس کے گرتے ہی بندر کا بچہ بھاگتا  
 ہوا ناپان کی طرف آیا اور تیزی سے  
 اس کی گود میں چھپ گیا۔  
 گڑبگڑ بڑا طاقتور اور خونخوار جانور ہوتا  
 ہے تیر کھا کر وہ گر تر پڑا۔ مگر  
 جلد ہی وہ اٹھا اور خونخوار آوازیں  
 نکالتا ہوا ناپان کی طرف بھاگا۔ ناپان نے  
 نیام سے تھوڑا نکالی اور پھر جیسے ہی گڑبگڑ  
 قریب آیا۔ اس نے ایک ہی وار میں  
 گڑبگڑ کی گردن اڑا دی۔  
 گڑبگڑ کے مرتے ہی درختوں پر چڑھ  
 ہوئے خوفزدہ بندر نیچے اتر آئے اور پھر  
 وہ سب ناپان کے گرد جمع ہو گئے اب

وہ پھر چیخ رہے تھے اچھل رہے تھے  
 کور رہے تھے مگر ناپان نے دیکھا کہ  
 اب وہ خوشی سے اچھل کر رہے تھے  
 جیسے وہ ناپان کا شکریہ ادا کر رہے ہوں  
 جس نے ان کے بچے کی جان بچالی تھی  
 بندر کا بچہ ناپان کی ہانگوں سے چمٹا  
 ہوا ابھی تک کانپ رہا تھا ناپان نے  
 بڑے پیار سے اس کی کمر پر ہاتھ پھیرا  
 اور اسے اپنے ماں باپ کے پاس جانے  
 کا اشارہ کیا مگر وہ ناپان کی ہانگوں  
 سے چمٹا رہا۔ جیسے اس کے پاس سے  
 جانا نہ چاہتا ہو۔  
 بندر تصویر کی دیہ دہاں کھرب چہنتے رہے  
 پھر وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے درختوں  
 میں ناپاب ہو گئے۔ ناپان بڑے پیار سے  
 بندر کے بچے کی کمر پر ہاتھ پھیرتا  
 رہا۔ بندر کا بچہ بھی بڑے پیار سے  
 اس کے ہاتھ چمٹتا رہا۔  
 ناپان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی

تھی کہ اب جبکہ سطرہ دور ہو گیا ہے  
تو بندر کا بچہ اپنے ماں باپ کے  
ساتھ کیوں نہیں جاتا۔

ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اچانک  
دور سے اسے روشنی اپنی طرف آتی دکھائی  
دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی شخص  
چراغ اٹھائے اس کی طرف چلا آ رہا ہو  
ناپان روشنی دیکھتے ہی چونک کر اٹھ  
کھڑا ہوا۔ اس کے دل میں خوشی کی  
لہریں اٹھنے لگیں کیونکہ جو شخص بھی یہ  
چراغ لے کر آ رہا تھا۔ وہ رات اس  
کے پاس گزار بھی سکتا تھا۔ اور  
صبح کو اس سے راستہ بھی پوچھ  
سکتا تھا۔

قریب آنے پر وہ یہ دیکھ کر حیران  
رہ گیا کہ وہ ایک انتہائی بوڑھا شخص  
تھا۔ اس کی سفید دارھی پیٹ تک آ  
رہی تھی وہ ہاتھ میں چراغ اٹھائے چلا  
آ رہا تھا اور مسب زیادہ حیرت انگیز

بات یہ تھی کہ اس کے پیچھے پیچھے  
بیشمار بندر غاموشی سے چلے آ رہے تھے  
ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے بندر اسکا  
ادب کر رہے ہوں۔

جب وہ بوڑھا قریب آیا ناپان نے  
اس کو ادب سے سلام کیا۔ بوڑھے نے  
سلام کا جواب دیا اور بڑی شفقت سے  
ناپان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اسے  
بیشمار کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی  
وہیں بیٹھ گیا چراغ اس نے قریب ہی  
رکھ لیا۔ تمام بندر ان کے گرد گھیرا  
ڈال کر غاموش بیٹھ گئے۔

بندر کا بچہ بھی۔ نہاگ کر بوڑھے  
کی گود میں چلا گیا اور کیاں کیاں  
کر کے اس سے کچھ کہنے لگا اور پھر  
ناپان اور بھی زیادہ حیران ہو گیا جب  
اس نے دیکھا کہ بوڑھا بھی جواب میں  
بندروں کی زبان میں بولا۔ اور تھوڑی دیر  
تک بندر کے بچے اور بوڑھے میں باتیں



ہوتی رہیں۔ چھر بوڑھے نے اس کی کمر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ناپان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ناپان چھنگو میں اسی جنگل میں رہتا ہوں۔ اور یہ تمام بندر میرے معتقد ہیں اس لئے مجھے بندر بابا کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے جانوروں کی زبان سمجھنے اور بولنے کی قدرت بھی عطا کی ہے۔“

بندر بابا آپ سے مل کر بے حد خوش ہوئے ہیں آپ اللہ والے آدمی ہیں اور میں یہ بات اسی وقت سمجھ گیا تھا جب آپ نے میرا نام یا تھا کیونکہ اس سے پہلے آپ کی اور میری ملاقات کبھی نہیں ہوئی تھی۔ ناپان نے بڑے ادب سے جواب دیا۔

جیتے رہو بیٹے تم بہت نیک دل اور رحیم آدمی ہو اللہ تعالیٰ رحمتی کو پسند کرتا ہے جس طرح تم نے ابھی

بچے کو جس کا نام چھنگو بھی خوش ہوا ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی یقیناً خوش ہو گا ہوگا“ بندر بابا نے کہا۔

”بندر بابا آپ کی خوشی اللہ کی خوشی ہے۔ میرے پاس اللہ کا دیا سب کچھ موجود ہے مگر ایک غم ہے اور وہ ہے اولاد کا۔ آپ میرے لئے دعا فرمائیں“ ناپان نے ادب سے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

بندر بابا اسکی بات سکر خاموش ہو گیا کافی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے ناپان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بیٹے اللہ کی قدرت میں کسی کا دخل نہیں ہوتا۔ تمہارے مقدر میں اولاد نہیں ہے۔ تم صبر کرو۔“

”نہیں بندر بابا نہیں میں کچھ نہیں جانتا مجھے اولاد چاہیئے صرف ایک بیٹا اللہ والوں کی دعا سے تقدیر بدل جاتی

ہے آپ ضرور میرے لئے دعا فرمائیں گے۔ کہا۔ وہ انسان کی سبائے بندر ہوگا  
 مجھے یقین ہے اللہ تعالیٰ آپ کی دعا ضرور قبول کرے گا۔  
 ناپان نے چونک کر پوچھا۔ وہ انسان ہی بس اسکا  
 بندر یا پھر خاموش ہو گیا اور اس نے انہیں کھول کر دیکھا۔ مگر وہ اپنی خصوصیات کی  
 آنکھیں بند کر رہی تھیں۔ اس نے انہیں کھول کر دیکھا۔ مگر وہ اپنی خصوصیات کی  
 اور سکراتے ہوئے کہا۔ وہ تمام دنیا میں مشہور ہوگا۔ بندر یا  
 بیٹے! مگر تمہارے مقدر میں اولاد تو ہے۔ کہا۔ آپ کی بڑی مہربانی  
 نہیں تھی مگر اللہ تعالیٰ میری دعا ضرور قبول کرے گا۔  
 قبول کر لیں گے اور تمہیں ایک بیٹا اب آپ ایک اور سکرم کریں کہ مجھے  
 عنایت کر دیں گے۔ بس اب تو خوش ہو۔ جنگی سے نکلنے کا راستہ بتاؤں۔ ناپان  
 "آپ کی بڑی مہربانی بندر یا پھر" ناپان نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔  
 خوش ہو کر بندر بابا کے ہاتھ چومتے ہوئے۔ "تم رات میرے پاس صبح چلے جاؤ"  
 بندر بابا نے کہا۔  
 کہا۔ اس سے پہلے کہ ناپان کوئی جواب  
 دیتا۔ بندر کا بیچہ ایک بار پھر خوں خوں  
 کرنے لگا۔ جب وہ خاموش ہوا تو بندر  
 بابا نے ناپان سے غائب ہو کر کہا۔  
 "ناپان بیٹے یہ چنگو جنگی تم نے جان بچا کر  
 اس پر احسان کیا ہے۔ اب یہ چاہتا  
 ہے کہ سب کچھ تمہاری رحمت کی وجہ سے  
 پر ایک بات بتا دوں تمہارا بیٹا چونکہ ہماری  
 دعا سے پیدا ہوگا اور چونکہ ہم بندروں  
 کے بابا ہیں اس لئے وہ بڑے بندر جتنا  
 ہوگا اور اس میں بندروں کی خصوصیات  
 علاوہ اور بھی خصوصیات ہوں گی" بندر



ہے کہ تمہارے ساتھ جائے اور تمہارے بیٹے کا درست بن کر رہے تم اسے اپنے ساتھ لے جاؤ یہ تمہارے بیٹے کے بچہ کام آئے گا۔

مجھے بچہ خوشی ہوگی بابا۔ میں اسے مجھے اپنے بیٹے کی طرح سمجھوں گا۔ ناپان نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور بندر بابا نے پنگو کو اس کے ہاتھ میں دیدیا ناپان نے بڑے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ چلو اب میری جھونپڑی میں چلو۔ بندر بابا نے اٹھتے ہوئے کہا اور ناپان بھی پنگو کو لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس نے گھوڑا کھولا اور پھر اس کو ساتھ لئے بندر بابا کے پیچھے پیچھے چلے لگا۔ تمام بندر بھی ان کے پیچھے پیچھے چل دیے۔ ناپان بچہ خوش تھا اسے بیٹا بھی مل گیا تھا اور بیٹے کا درست بھی

پھر وہی ہوا۔ جنگل سے واپسی کے ایک سال بعد ناپان چنگو کے گھر بیٹا پیدا ہوا۔ ناپان نے بیٹے کا نام بان رکھا۔ اور بان چنگو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑا ہوتا چلا گیا پنگو بندر بھی بڑا ہو گیا تھا۔ وہ تمام دن بان چنگو کے ساتھ کھیلتا رہتا تھا ان دونوں کی آپس میں گہری دوستی تھی اور ناپان بھی پنگو کا اسی طرح خیال کرتا تھا جس طرح اپنے بیٹے بان کا خیال رکھتا تھا۔

بندربابا کے کہنے کے مطابق نہ مرن  
 بان کا قد چھوٹا تھا بلکہ ایک اور حیرت  
 انگیز بات یہ بھی تھی کہ جب وہ  
 اپنے جسم کو ہلاتا تھا تو چھین چھین کی آواز  
 آتی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس  
 کی ہڈیاں گھنگروں کی طرح بستی ہوں دیے  
 وہ کمزور بھی نہیں تھا خاصا موٹا تانہ تھا  
 مگر پھر بھی اس کی ہڈیوں سے چھین چھین  
 کی آوازیں آتی تھیں اس بنا پر وہ بچپن  
 سے ہی بان چھنگو کی بجائے چھین چھنگو  
 کے نام سے مشہور ہو گیا تھا اور  
 ہوتے ہوتے اس کا اصل نام کسی کو  
 یاد نہیں رہا تھا سب اسے چھین چھنگو  
 کے نام سے پکارتے تھے اس کی بھی  
 اپنے باپ کی طرح ہاتھوں اور پیروں  
 کی چھ انگلیاں تھیں۔  
 اس کے علاوہ ایک اور حیرت انگیز  
 بات یہ بھی تھی کہ وہ اپنے دوست  
 چھنگو بندر سے بندروں کی زبان میں

بات چیت بھی کرتا تھا اور اسکی  
 بات بھی سمجھتا تھا۔  
 گونا گونا گویاں سپالار کو اپنے بیٹے کے چھوٹے  
 قد کا بید غم تھا۔ کیونکہ اس طرح وہ ایک  
 اچھا سپاہی نہیں بن سکتا تھا۔ مگر اس  
 سے ساتھ ساتھ اسے یہ خوشی بھی  
 تھی کہ جو کیا ہی سہی اسکا بیٹا  
 ہے تو سہی۔  
 چھین چھنگو جب بارہ سال کا ہوا تو  
 ایک دفعہ اچانک بندربابا ناپان سپالار  
 کے گھر آگیا ناپان سپالار نے اسکا  
 بڑی خوشی سے استقبال کیا اور اسے  
 بڑی عزت و احترام سے گھر میں بٹھایا۔  
 ”چھنگو اور تمہارا بیٹا کہاں ہے۔ مجھے  
 ان سے ملاؤ“ بندربابا نے ناپان سے  
 مخاطب ہو کر کہا۔  
 ”وہ دونوں پھوپھو سے باغ میں کھیل رہے  
 ہیں۔ میں ابھی انہیں بلواتا ہوں“ ناپان  
 نے ادب سے جواب دیا۔ اور پھر



اسنے ایک نوکر کو انہیں لے آئے۔  
 مکمل دیا۔  
 تصویر سی دیو بعد چھن چنگو اور پنگو کر  
 میں داخل ہوئے۔ پنگو نے جیسے ہی  
 بندربابا کو دیکھا وہ خوشی سے چیخیں مارا  
 ہوا اُس کے قریب آیا اور اچھل کر اُسکی  
 گود میں بیٹھ گیا۔ اُسکی چھوٹی چھوٹی  
 آنکھیں خوشی کی شدت سے چمک رہی  
 تھیں۔ بندربابا نے پیادہ سے اس کے  
 سر پر ہاتھ پھیرا۔ چھن چنگو ایک  
 طرف کھڑا بڑی حیرت سے بندربابا  
 کو دیکھ رہا تھا۔

پنگو نے اسے اپنی زبان میں  
 بندربابا کے متعلق بتلایا۔ اور اُسکی بات  
 سنکر چھن چنگو آگے بڑھا اور اس نے  
 بندربابا کے پیروں پر پڑ گئے۔  
 بندربابا نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا  
 اور کہنے لگا۔

بندربابا نے مکرانے ہوئے کہا۔  
 اور پھر اس نے چھن چنگو کو زبان  
 باہر نکالنے کے لئے کہا۔ جب چھن چنگو  
 نے زبان باہر نکالی تو بندربابا نے اس  
 کی زبان پر اپنی انگلی رکھی اور منہ  
 اسی منہ میں کچھ پڑھنے لگا۔  
 اس کے بعد اس نے چھن چنگو کو

آنکھیں بند کرنے کے لئے کہا۔ چمن چمن نے  
آنکھیں بند کر لیں تو بندر بابا نے  
اس کی درازوں آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھ  
اور پڑھتا رہا۔

اسکے بعد اس نے زمین سے مٹی  
اٹھائی اور اس پر کچھ پڑھ کر اسے  
وہ مٹی چمن چمنگو کے پیروں پر مل دی  
نماپان خاموش بیٹھا بندر بابا کے سب مل  
دیکھتا رہا۔

بندر بابا نے اس کے بعد اپنے لمبے  
گوتے کا دامن اٹھایا اور جھوٹے سے  
چمن چمنگو کو گوتے کے دامن میں چبا  
یا۔ کافی دیر تک وہ اسے چھپاتے ہوئے  
پڑھتا رہا۔ پھر اس نے اسے باہر نکال  
یا۔ اور اس کے سر پر ہاتھ پھیر  
کر کہنے لگا۔

جاؤ بیٹے اب تم اس دنیا میں سب  
عاقبت ہو۔ مگر یاد رکھنا ہمیشہ لوگوں کی  
بھلائی کے لئے اپنی طاقتوں کو استعمال کرنا

دریہ کی تم نقصان اٹھاؤ گے۔  
دریہ کی طاقتیں دیدی ہیں آپ نے اسے نماپان  
نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔  
تہیں خود بخود معلوم ہو جائیگا۔ اچھا  
اب میں چلتا ہوں بندر بابا نے کھڑے  
ہوتے ہوئے جواب دیا۔  
اور پھر وہ نماپان کے سید اصرار  
کے باوجود چلا گیا۔  
چمن چمنگو اور چمنگو دوبارہ باغ میں  
کھیلنے کے لئے چلے گئے اور نماپان  
سوچتا ہی رہ گیا کہ آخر بندر بابا چمن چمنگو  
کو کون سی طاقتیں دے گئے ہیں اور وہ  
کس کام آئیں گیں۔



دیتا اور ہوشان غصے میں آکر اسکا جسم  
آرے سے چروا دیتا یا اسے درخت  
سے باندھ کر اسپر جھوٹے کتے چھوڑ دیتا  
یا قصائیوں کو بلواتا کہ اس کی کھال آروا

دیتا۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ہوشان کی جاگیر  
کے ایک غریب کاشتکار کی فصل اچھی نہ  
ہوئی اور وہ ہوشان کو ٹیکس ادا نہ  
کر سکا۔ چنانچہ ہوشان کے سپاہیوں نے  
اسے پکڑ کر ہوشان کے سامنے پیش کیا  
غریب کاشتکار ایک بوڑھا اور ضعیف آدمی  
تھا اس نے ہوشان سے بہت معافیاں  
مانگیں، رویا گڑ گڑایا فریادیں کیں۔ مگر ہوشان  
نے اسکی ایک نہ سنی اور اسکی آنکھوں  
میں گرم سلاخیں پھیرنے کا حکم دے دیا  
چنانچہ اس کے حکم پر چند لمحوں بعد  
ہوشان کے سپاہیوں نے اس بوڑھے کی  
آنکھوں میں گرم سلاخیں پھیر دیں۔ پھر  
ہوشان نے حکم دیا کہ اس بوڑھے آدمی

اسی ملک ساسان کے ایک شہر پورلی  
میں ایک بہت بڑا جاگیردار ہوشان نامی  
رہتا تھا۔ یہ جاگیردار بیحد ظالم اور سخت  
دل تھا وہ اپنی رعایا پر اس حد تک  
ظلم کرتا کہ دیکھنے والوں کے بھی دل  
کانپ جاتے۔ ظلم کرنے میں اسکی دور  
دور ایک شہرت تھی مگر کوئی بھی اسکا  
کے نہیں بگاڑ سکتا تھا کیونکہ وہ ساسان  
کے بادشاہ کا دوست تھا۔ اور جو بھی  
اسکی شکایت لے کر بادشاہ کے پاس جاتا  
بادشاہ اسے ہوشان کے پاس ہی بھیج

تھا۔ کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ ہوشان کی شکایت سے بانیوے کو بادشاہ واپس ہوشان کے سپرد کر دیتا ہے اور ہوشان شکایت کرنیوالے کو اتنی ازیتیں دیکھتا رہتا ہے۔ کہ مرنے والے کی روح بھی قیامت تک جیلانی رہتی ہے۔

آخر سوچ سوچ کر اسے فیصلہ کیا کہ وہ ساسان کے سپہ سالار ناپان چینگو کے پاس جا کر فریاد کرے۔ اسے معلوم تھا کہ ناپان بیحد رحمدل ہے اور بادشاہ کے بعد وہ اس ملک کا سب سے بڑی حیثیت کا مالک بھی ہے اگر وہ اسکی مدد پر رضامند ہو گیا تو پھر وہ بڑی آسانی سے ہوشان سے اپنے باپ کا بدلہ لے سکے گا۔

چنانچہ ایک دن جبکہ ناپان اپنے محل کے باغ میں بیٹھا ہوا تھا اور چنچنگو اور پینگوندر باغ میں کہیں رہے تھے۔ اس ملک کے رواج کے مطابق پاگان

کے دانت توڑ دیے جائیں۔ ناک کاٹ دیے جائیں۔ اس کے حکم کی تعمیل کی گئی بوڑھے کی چیخوں سے آسمان قرعہ اٹھا۔ مگر ہوشان کے دل میں رحم نہ آیا اس کے بعد ہوشان کے حکم پر بوڑھے کے جسم کو کوڑوں سے اس وقت تک پیٹا گیا جب تک کہ وہ مرنے لگا ہوشان نے اس کی تمام زمین ضبط کرنے کا حکم دیدیا اور تب جا کر ہوشان کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔

اس بوڑھے کا شکار کا ایک جوان بیٹا پاگان تھا جو کسی اور شہر میں محنت مزدور کا کرنے کے لئے گیا ہوا تھا اسے جب اس کے باپ کا حشر بتلایا گیا تو انتقام اور غصے سے اسکا خون گھول اٹھا مگر پاگان عقلمند تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ اکیلا ہوشان سے انتقام نہیں لے سکتا۔ جب تک کہ اسے کسی بڑے آدمی کی مدد نہ مل جائے۔ بادشاہ کے پاس وہ جانا نہیں چاہتا



۲۲

اگر کرسی پر بیٹھ گیا۔ پٹنگو بھی ظاہر ہے اس کے ساتھ ہی تھا۔ اور دیتے پاگان نے بڑے ادب سے نظم کی ہوتے اپنے باپ پر ہونیوالے نظم کی تمام کہانی ناپان کو سنا دی۔

تہاری کہانی شکر مجھے بچہ افسوس ہوا ہے۔ ہوشان کے نظم کے متعلق مجھے پہلے بھی بتلایا گیا تھا مگر میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ اس حد تک نظام ہوگا۔ اب تم کیا چاہتے ہو؟ ناپان نے ہمدردانہ لہجے میں پاگان سے مخاطب ہو کر کہا۔

ہوشان سے انتقام؟ پاگان نے عزم سے جھڑپ لے لی۔

اس کی بات شکر ناپان کافی دیر تک خاموش رہا پھر وہ پاگان سے مخاطب ہو کر بولا۔

”نوجوان مجھے تم سے ہمدردی ہے اگر معاملہ ہوشان کا نہ ہوتا تو میں ضرور تمہاری مدد کرتا۔ ہوشان چونکہ بادشاہ سلامت کا

۲۳

رسی سے اپنے ہاتھ باندھے ناپان کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ ناپان اس کے ہاتھ بندھے ہوتے دیکھ کر چونک پڑا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ نوجوان اس کے پاس فریاد سے کر آیا ہے۔

”نوجوان اپنے ہاتھ کھول لو۔ اور ہاتھ سامنے بیٹھ جاؤ۔ یقین کرو اگر تمہاری ہمارے بس میں ہوتی تو ہم ضرور تمہاری امداد کریں گے۔“ ناپان نے بڑے نرم لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا اور پاگان نے جھٹکا دے کر رسی سے ہاتھ چھڑانے اور ناپان کے سامنے بڑے موزبان انداز میں بیٹھ گیا۔

چھین پٹنگو نے بھی اس نوجوان کو دیکھ لیا تھا جس کے ہاتھ رسی سے بندھے ہوئے تھے وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ نوجوان اس کے باپ کے پاس فریاد لیکر آیا ہے۔ وہ کیل جھوڑ کر اس کی بات سننے کے لئے اپنے باپ کے پاس

بجید قریبی دوست ہے۔ اسلئے میں تمہارا  
مدد کرنے سے مجبور ہوں کیونکہ بادشاہ کو  
جب معلوم ہوا تو اسنے مجھے میرے  
عہدے سے ہٹا دیتا ہے میں البتہ یہ کر  
سکتا ہوں کہ تمہیں دولت دے دوں  
تو تم کسی بھی شہر میں تجارت کرکے  
باقی زندگی آرام سے گزار دو۔  
"میں محترم سپہ سالار مجھے دولت نہیں  
چاہیے۔ میں تو صرف ہوشان سے اپنے باپ  
کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔ اور میں نے  
آپکی رخصتی اور طاقت کی بجید تعریفیں  
سنی تھیں اسلئے فریاد لے کر آپکے پاس  
آیا ہوں۔"

پاگان نے قدرے ہارسانہ لہجے میں جواب  
دیا: "مجھے افسوس ہے نوجوان اس معاملے میں  
تمہاری مدد کرنا میرے بس سے باہر ہے  
میں مجبور ہوں" "ناپان نے فیصلہ کن لہجے  
میں جواب دیا۔

تو کیا میں ناامید ہو کر واپس چلا جاؤں؟  
پاگان نے مدہم لہجے میں کہا۔  
"پاگان نہیں پاگان تم یہاں سے ناامید واپس  
نہیں جا سکتے اگر آبا جان اپنے عہدے  
سے مجبور ہو کر تمہاری مدد کر دینگا" چمن چھنگو جو  
تو میں تمہاری مدد کر دیتا ہوں پڑا۔  
ابھی تک خاموش بیٹھا تھا بول پڑا۔  
اس کی بات سنکر نہ صرف نوجوان چونک  
پڑا بلکہ ناپان خود بھی چونک پڑا۔  
"بیٹے تم اسکی کیا مدد کر سکتے ہو؟"  
ہوشان بڑا طاقتور اور ظالم جاگیردار ہے  
اس سے تو انتقام صرف بادشاہ ہی لے  
سکتا ہے اور بادشاہ اسکا دوست ہے"  
ناپان نے چمن چھنگو سے مخاطب ہو کر کہا۔  
"آپکو معلوم نہیں آبا جان میں ہوشان سے  
ایسا انتقام لوں گا کہ اس کی سات نسلیں  
بھی اس کا انجام سنکر کانپ اٹھیں گی"  
چمن چھنگو نے بڑے اعتماد سے لہجے میں  
جواب دیا۔



”آپ کی بڑی مہربانی چھوٹے سرکار مگر آپ کیا شکر سکتے ہیں“ باگان نے چھینچنگو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں یہی تو معلوم نہیں کہ ہم کیا ہم کیا کر سکتے ہیں تم بے فکر ہو کر ہمارے ساتھ کا رہو اور پھر دیکھو کہ ہم کیا کر سکتے ہیں“ کو استعمال میں لے آئے تو ہوشیار سے چھینچنگو نے خیرہ لہجے میں جواب دیا۔ بدلہ لے سکتا ہے چنانچہ اس نے خوشی سے اسی لمحے ناپان کو یاد آگیا کہ بندر بابا ہو کر کہا۔

چھینچنگو کو کچھ طاقتیں دیکھ گیا ہے اور ساتھ ہی اسے ہدایت بھی کر گیا ہے کہ وہ ان طاقتوں کو لوگوں کی بھلائی کیلئے استعمال کرے۔ چنانچہ اسے یقین آگیا کہ چھینچنگو ضرور اس نوجوان کی مدد کرے گا اور اس کے ساتھ ہی اسے بھی معلوم ہو جائیگا کہ چھینچنگو کے پاس کونسی طاقتیں ہیں سوچ کر اس نے چھینچنگو سے مخاطب ہو کر شکر کہا۔

”بیٹے تم ضرور اس نوجوان کی امداد کرو۔ بندر بابا نہیں جو طاقتیں دے گیا ہے

ان کے صحیح استعمال کا موقع اب آیا ہے“ باگان نے جب بندر بابا اور پراسرار طاقتوں کی بات سنی تو اسے بھی یقین چھینچنگو کے ضرور یہ چھینچنگو خاص طاقتوں کا مالک ہے۔ اور اگر یہ ان طاقتوں کو استعمال میں لے آئے تو ہوشیار سے بدلہ لے سکتا ہے چنانچہ اس نے خوشی سے اسی لمحے ناپان کو یاد آگیا کہ بندر بابا ہو کر کہا۔

”تمہیں ہے چھوٹے سرکار آپ میری ضرور امداد کریں میں آپکا بیحد ممنون ہوگا“ تو پھر چلو چلیں“ چھینچنگو نے کرسی سے اترتے ہوئے کہا۔ اور پھر اپنے درست کی طرف چل پڑا۔

باگان اس کے جسم سے نکلنے والی طاقتوں کی آواز پر حیران ہو رہا تھا مگر اسے بھی کوئی پراسرار طاقت سمجھ کر ہراس میں نہ رہا۔

بچے میں کہا۔  
 ”کیا بات ہے کیوں اندر آئے ہو؟“  
 ہر شان نے غصے سے سر دھکتے ہوئے کہا  
 ”جناب محل پر آفت ٹوٹ پڑی ہے  
 سب لوگ جید پریشان ہیں“ دربان نے خون

سے ہکلاتے ہوئے کہا۔  
 ”کیا ہوا ہمارے ہوتے کس کی جرأت  
 ہو سکتی ہے کہ ہمارے محل پر بری نظر  
 ڈالے؟“ ہر شان دربان کی بات سنکر

تخت سے نیچے اتر آیا۔  
 ”جناب آپ خود دیکھ لیں“ دربان نے  
 ہاتھ باز دھتے ہوئے کہا۔

”جہو میں دیکھتا ہوں ایسی کرنی آفت  
 ہے جس نے تمہیں خوفزدہ کر دیا ہے“  
 ہر شان نے عیسے قہر میں کہا۔

اور پھر شراب کا جام ہاتھ میں پکڑے  
 وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔  
 کمرے سے باہر آتے ہی اسکی آنکھیں  
 حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ

ہر شان اپنے محل کے خاص کمرے میں  
 کینزوں کے جھرمٹ میں بیٹھا شراب پی رہا  
 تھا۔ ایک خوبصورت لڑکی سامنے بیٹھی سا  
 سجا رہی تھی ہر شان کا چہرہ غلغلا  
 سنسنی کی وجہ سے جید خوفناک تھا۔  
 لڑکیاں بڑے مودبانہ انداز میں بیٹھی ہوئی تھیں  
 اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک دربان  
 اندر داخل ہوا دربان کا چہرہ انتہائی خون  
 سے لکڑا ہوا تھا زنگ زرد تھا۔  
 ”جناب جناب“ اسنے ہر شان کے سامنے  
 رکوع کے بل جھکتے ہوئے انتہائی خوفزدہ



نے دیکھا کہ اگلے محل کے تمام دربار  
انتہائی خوفزدہ حالت میں دیواروں کے ساتھ  
چمٹے کھڑے ہیں اور وہ سب الف بگے  
تھے۔ انکے جسموں پر کپڑے کا ایک تار  
بھی نہیں تھا۔

اور محل کی راہداریوں میں چمن چمن کی آرائش  
کبھی ادھر سے آ رہی تھیں کبھی ادھر سے  
ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی جھوٹ گھنگرو  
بجاتا چر رہا ہو۔

”کون ہے۔ یہ کون گھنگرو بجا رہا ہے  
میرے سامنے آئے“ ہوشان نے چیختے ہوئے کہا  
اسی لمحے وہ اپنی جگہ سے بری طرح  
اچھل پڑا۔ کیونکہ جیسے ہی اس نے زبان سے  
یہ فقرہ کہا تھا اوپر درخندان سے ایک  
سایہ لے چھا لگ گئی تھی اور اس کے  
سر پر ایک زوردار چھت لگا کر سامنے  
وائے درخندان میں غائب ہو گیا۔  
ہوشان دروازوں کے سامنے اپنی بے عزتی  
پر غصے سے پاگل ہو گیا۔

سپاہیوں کو بلاؤ۔ محل کی مکمل تلاشی لو  
جو بھی مشکوک آدمی نظر آئے۔ اسے  
میرے سامنے لے آؤ۔“ ہوشان نے غصے سے

چیختے ہوئے کہا۔  
اسی لمحے چمن چمن کی آواز قریب کی راہداری  
سے ابھری اور پھر آہستہ آہستہ ہوشان کے  
قریب آتی چلی گئی۔ ہوشان آنکھیں میچاڑ میچاڑ  
کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ جدھر سے  
آوازیں آ رہی تھیں مگر راہداری بالکل خالی  
تھی کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا صرف  
چمن چمن کی آواز اسے مسلسل سنائی دے  
رہی تھی اب تو ہوشان بھی خوفزدہ ہو گیا  
اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات  
ابھر آئے۔

”اپنے کپڑے اتار دو ہوشان“ ابھابھ ایک  
لڑکی سی آواز ہوشان کے کانوں میں پڑی  
اور ہوشان کو ایسے محسوس ہوا جیسے  
کوئی پراسرار طاقت اسے آواز کے حکم کی  
تعمیل پر مجبور کر رہی ہو۔ چنانچہ نہ چاہتے

ہوئے بھی ہوشان نے آواز کے حکم  
تعمیل کی اور اسے بڑی پھرتی سے  
پر موجود تمام کپڑے اتار پھینکے۔  
وہ ننگے دربانوں کے سامنے خود بھی  
کھڑا تھا۔

”ایک ہاتھ اور ایک ٹانگ اٹھا  
کھڑے ہو جاؤ“ آواز دوبارہ سنائی دی  
ہوشان کو یوں محسوس ہوا جیسے اسکا  
ہاتھ اور ایک ٹانگ خود بخود اوپر اٹھتی  
گئی۔

اور پھر ایک عجیب بات ہوئی۔  
ایک بندر چھلانگ مار کر نیچے  
آ گیا۔ اس سے پہلے کہ کوئی سمجھتا  
نے چھلانگ لگائی اور اچھل کر ہوشان  
کے سر پر بیٹھ گیا۔ ہوشان نے اسے  
سر سے ہٹانے یا پکڑنے کے لئے اپنا  
ہاتھ بلانا چاہا مگر اسے محسوس ہوا کہ  
اس کا تمام جسم محفوظ ہو چکا ہو۔  
ادھر بندر جو یقیناً پنگو تھا اسے ہوشان

چپتیں مارنی شروع کر  
ہوشان کے منہ سے  
چپت جاتی مگر وہ بے بس ہوا کھڑا  
اسکا بس چتا تو وہ یقیناً پنگو  
کہا جاتا۔  
”کیوں ہوشان تم تو اپنے آپکو بے حد  
اب تمہارا کیا خیال ہے  
آواز سنائی دی جو یقیناً  
اسکا بچہ عسیر تھا  
”تم کون ہو سامنے تو آؤ کاش تم  
انسان ہوتے تو میں دیکھتا کہ تم کتنے  
طاقتور ہو میں تمہارا وہ حشر کرتا کہ سارا  
راز لرز اٹھتا“ ہوشان نے غصے سے  
بربڑاتے ہوئے کہا۔  
اسی لمحے راہداری میں ہلکا سا دھواں اٹھا  
اور جب دھواں چھٹا تو ہوشان کے سامنے  
چند قدروں کے فاصلے پر چھوٹے سے ند  
کا ایک راکا کھڑا تھا گو وہ انسان تھا  
مگر ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی بڑے



قد کا بندر ہو۔  
 میں انسان ہوں میرا نام چمن چنگو  
 اب بولو "چمن چنگو نے مسکراتے ہوئے کہا  
 "چمن چنگو تو کیا تم نایان چنگو کے  
 بیٹے ہو۔ وہ تو میرا دوست ہے پرنے  
 مجھے کیوں تنگ کر رہے ہو؟ ہوشان نے  
 حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں میں نایان چنگو کا بیٹا چمن چنگو  
 ہوں اور تم ابھی سے تنگ ہو رہے ہو  
 ابھی تو میں نے اپنی کارروائی کا آغاز بھی  
 نہیں کیا۔" چمن چنگو نے مسکراتے ہوئے کہا  
 "تم کیا چاہتے ہو۔ مجھے بتاؤ اور میری  
 جان چھوڑو۔ اور سب سے پہلے اپنے اس  
 بندر کو میرے سر سے ہٹاؤ۔ چیتیں کھا کھا  
 کر میرے سر میں درد ہونے لگ گیا ہے۔"  
 ہوشان نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔  
 "بگلو ذرا زور سے چیتیں مارو یہ تم نے  
 کیا ٹھک ٹھک لگا رکھی ہے۔" چمن چنگو  
 نے پنگو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور

پنگو نے اس لمحے پوری قوت سے اس  
 کے سر پر تھپسہ مارا۔ تھپسہ اتنا زوردار  
 تھا کہ ہوشان کے منہ سے بے اختیار چیخ  
 نکل گئی۔  
 سنو ہوشان تم ظالم ہو۔ اور میں  
 تمہیں سزا دینے آیا ہوں۔ میں اگر چاہوں  
 تو تمہیں ایک لمحے میں مرث کے گھاٹ  
 اتار دوں۔ کیونکہ تم نے بیشمار لوگوں کو اذیتیں  
 دے دے کر ہلاک کیا ہے۔ چنانچہ میں  
 بھی اسی طرح تمہیں اذیتیں دے دے کر  
 ہلاک کر دوں گا۔" چمن چنگو نے جواب دیا۔  
 "میں بادشاہ سلامت سے کہہ کر تمہیں  
 اور تمہارے باپ کو وہ سزا دلاؤں گا کہ تمہاری  
 شہر پر دنیا روتے گی۔" ہوشان نے غصے  
 سے بلبلاتے ہوئے کہا۔

جو کچھ تم سے ہو سکے کر لینا۔ چلو  
 پنگو چلیں۔ آج کے لئے یہی کافی ہے۔"  
 چمن چنگو نے کہا اور پنگو اچھل کر نیچے  
 فرش پر آیا اور پھر چمن چنگو اور پنگو

بڑے آرام سے چلتے ہوئے محل سے باہر نکلتے چلے گئے ان کے جانے کے دن منٹ بعد یکدم دربان اور ہوشان ٹھیک ٹھاک ہو گئے۔

ٹھیک ہوتے ہی ہوشان تیزی سے داخل کمرے کے اندر بھاگا اور ایک چادر اٹھا کر اسے اپنے جسم پر اوڑھ لی۔ غصے کے مارے اسکا دماغ جھٹکا اٹھا تھا مگر اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے اور ان دونوں بندروں کو کیسے نزلے تھوڑی دیر تک وہ غصے کے مارے لپٹا رہا پھر اسے دور سے تالی بجاتی دوسرے لمحے ایک دربان اندر آیا اور موزبانہ انداز میں بھبک کر کھڑا ہو گیا۔

”چوگان کو بلاؤ فوراً جلدی“ ہوشان نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا اور دربان اٹے قدموں چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ ہوشان نے اپنی باقاعدہ ایک فرج رکھی ہوئی تھی۔ اور چوگان اس فرج

کا سردار تھا۔ چوگان کانپتا ہوا اندر تھوڑی دیر بعد اس کا رنگ زرد تھا کیونکہ داخل ہوا۔ اس کا اچھی طرح جانتا تھا ہوشان کے محل کے تمام دربانوں کو قتل کر چوگان محل کے تمام دربانوں کو قتل کر دیا جائے۔ ان کی کوتاہی کی وجہ سے ہی چھین چٹکے اور اس بندر کو اندر آنے کا موقع مل گیا ہوگا۔ ہوشان نے کروکار لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی جناب“ چوگان نے موزبانہ لہجے میں جواب دیا۔ ”اور سنو اپنے آدھے سپاہیوں کو محل میں بطور دربان لگا دو۔ میری اجازت کے بغیر محل میں ایک چڑیا تک داخل نہیں ہونی چاہیئے“ ہوشان نے ایک اور حکم دیا۔

”آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی حضور چوگان نے بدستور موزبانہ لہجے میں جواب دیا۔ ”اور سنو اپنے سپاہیوں کو حکم دے دو کہ پوری ریاست میں پھیل جائیں۔ جہاں بھی



کوئی بندر ہے۔ یا وہ بندر نما انسان  
 ہے اسے فوری طور پر ہلاک کر دیا جائے  
 ہوشان غصے میں آکر حکم پر حکم دیتے چلا  
 جا رہا تھا۔  
 ”آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی“ چوگان  
 نے اسی لمحے میں جواب دیا۔  
 ”تو جادو تعمیل کر دیا میرا منہ کیا دیکھ رہے  
 ہو“ ہوشان نے پیچ کر کہا۔ اور چوگان  
 تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا  
 ہوشان نے پھر تالی بجائی۔ ایک کینیز  
 اندر داخل ہوئی۔  
 ”پاجون نجومی کو حاضر کرو فوراً“ ہوشان  
 نے کینیز کو حکم دیتے ہوئے کہا۔  
 اور تھوڑی دیر بعد ایک بوڑھا آدمی ہاتھ  
 میں ایک تھیندا اٹھائے اندر داخل ہوا۔  
 پاجون ہیں چمن چنگو اور اس بندر کے  
 متعلق بتاؤ کہ ان کے پاس کون کون سی  
 طاقتیں ہیں اور ان کا تڑپ کیا ہے۔ صحیح  
 صحیح بتانا۔ ورنہ میں اپنے ہاتھ سے تمہارا

سر قلم کر دوں گا“ ہوشان نے بوڑھے نجومی  
 سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 ”بہتر حضور“ بوڑھے نجومی نے مودبانہ لہجے  
 میں جواب دیا۔ اور پھر فرش پر بیٹھ کر  
 اس نے تھیلے سے کانڈ اور قلم نکال کر  
 حساب کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک  
 حساب کرنے کے بعد اس نے سر اٹھا  
 کر جواب دیا۔  
 ”حضور چمن چنگو بندر بابا کی دعا سے پیدا  
 ہوا ہے۔ اور بندر بابا نے اسے بے پناہ  
 طاقتیں عنایت کر دی ہیں۔ اب وہ جو چاہے  
 کر سکتا ہے۔ صرف یہ کہ وہ کسی انسان  
 کو مار نہیں سکتا۔ باقی وہ سب کچھ کر  
 سکتا ہے۔ اسکا ساتھی ایک مام سا بندہ ہے  
 اور بس“ بوڑھے نجومی نے بتلایا۔  
 ”ان طاقتوں کا کیا تڑپ ہے“ ہوشان نے  
 پوچھا۔

”بوڑھے نجومی نے ایک بار پھر حساب کرنا شروع  
 کر دیا۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش کے

آثار نظر آئے۔

پھر اس نے ہوشان سے مخاطب ہو کر کہا  
”حضور اس کی طاقتوں کا کوئی مستقبل توڑ  
نہیں ہے صرف وقتی طور پر اسکی طاقتوں  
کو مضبوط کیا جا سکتا ہے اور وہ اسطرح  
کہ کسی طرح اسکے گلے میں کئے ہوئے  
پیاز کا ہار ڈال دیا جائے جب تک وہ  
ہار اسکے گلے میں رہیگا اسکی طاقتیں کام نہیں  
کریں گی اور یہ بات بھی ہے کہ وہ خود پیاز  
کے ہار کو اپنے گلے سے نہیں نکال سکتا اسکے  
علاوہ اگر محل سے گرد آگ جلا رہا ہے تو چھین چھوڑ  
آگ کو پار نہیں کر سکتا“ بڑے بخوبی نے جواب دیا  
”میشک ہے میں اسکے گلے میں ہار ڈال  
کر پھر اسکے تن سے اسکا سر جدا  
کر دوںگا اب تم جا سکتے ہو مگر یاد رکھنا  
اگر تم نے غلط بیانی کی ہے تو پھر اس  
سے نتائج بھگتنے کے لئے بھی تیار رہنا“  
ہوشان نے سخت لہجے میں کہا  
”نہیں حضور میرا حساب غلط نہیں ہو سکتا“

بڑے بخوبی نے مودبانہ لہجے میں کہا اور  
پھر سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا  
ہوشان نے کینیز کو بلا کر حکم دے دیا  
کہ فوری طور پر محل کے گرد آگ جلوائی  
جائے۔ اور یہ آگ مسلسل جلتی رہنی چاہئے  
اس کے ساتھ ہی اس نے پیاز کے  
ہار تیار کرنے کا حکم بھی دیدیا۔



میں چاہوں تو تمہیں آج ہی یہ موقع میسر  
 کر دوں۔ مگر میں پیٹے ہر شان کو اچھی طرح  
 ذیل کرنا چاہتا ہوں تاکہ سب کو معلوم  
 ہو جائے کہ ظالم کا کیا انجام ہوتا ہے؟  
 چھینگو نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔  
 "دست چھینگو کیوں نہ ہم ہر شان کو کھلے  
 بازار میں اگلے لوگوں سے جڑیاں مرادیں؟  
 چھینگو نے اپنی زبان میں چھینگو سے مخاطب  
 ہو کر کہا۔

"ایسا بھی ہو جائیگا مگر آج میں ایک  
 ناشا کر رہا ہوں" چھینگو نے مسکراتے ہوئے کہا  
 "وہ کیا؟" چھینگو نے پوچھا۔  
 "تم خود ہی دیکھ لینا" چھینگو نے جواب  
 دیا اور پھر پاگان سے مخاطب ہو کر کہا  
 "جو پاگان ہمارے ساتھ چلو آج تم بھی  
 اپنے دشمن کو ذیل ہوتا دیکھو۔"  
 "چلو" پاگان فوراً ہی اٹھ کھڑا ہوا۔  
 اور پھر وہ تینوں اس مکان سے باہر  
 نکل آئے۔ انکا رخ محل کی طرف تھا

محل سے تھوڑی دور ایک ٹرٹے پھٹے  
 اور غیر آباد مکان میں پاگان، چھینگو اور  
 چھینگو موجود تھے چھینگو زجران کو اپنی آج  
 کی کارروائی سنا رہا تھا کہ اسے کیسے  
 ہر شان کو اس کے دربانوں اور کینیزوں کے  
 سامنے بے عزت کیا ہے۔  
 "یہ تو شیک ہے چھینگو مگر اسلحہ میرا  
 انتقام تو پورا نہیں ہو سکتا۔ میں تو اپنے  
 دانتوں سے اس کی ہڈیاں لوچنا چاہتا ہوں"  
 پاگان نے چھینگو سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 "تم فکر نہ کرو وہ وقت بھی آ جائیگا"

پھر جیسے ہی وہ کھلی جگہ پہنچے۔  
 اچانک ایک طرف سے تیر آیا اور پتھر  
 کے جسم کے قریب سے نکل گیا۔  
 چمن چینگو نے چونک کر ادھر دیکھا ہدم  
 سے تیر آیا تھا اس نے دیکھا کہ ایک  
 سپاہی چینگو کو دروازے تیر مارنے ہی دلا تھا  
 چمن چینگو نے اپنا ہاتھ ہوا میں ہلایا اور  
 اس سپاہی کے ہاتھ سے کان اسٹین گن  
 کو دروازے جا گری بیسے کسی نے کہیں  
 دور پھینک دی ہو۔

اسکے بعد چمن چینگو نے چینگو کو اپنے  
 قریب بلا کر اسکے جسم پر اپنا ہاتھ پھیرا  
 وہ اب کوئی تیر تم پر اثر نہیں کر سکتا  
 چمن چینگو نے کہا اور پھر اسے ساتھ لے  
 آگے بڑھ گیا۔

پاگن تم تم سے علیحدہ ہو کر چلو کیا  
 ایسا نہ ہو ہماری رجب سے تم بھی ہاتھ  
 جاؤ " چمن چینگو نے پاگن سے کہا اور پاگن

دروازے پر ایک اور لگی میں چلا گیا۔  
 اور چمن چینگو چینگو کو نئے بٹے اہلیان  
 سے آگے بڑھنے لگا تھوڑی دیر بعد ان  
 دروازوں پر چاروں طرف سے تیروں کی بارش  
 ہونے لگی مگر کوئی بھی تیر ان سے نہ  
 نکلیا۔ جیسے ہی تیر ان دروازوں کے جسموں  
 کے قریب آئے راستہ بدل جاتے اور پھر  
 تیر چلانے والے سپاہی بھی ان سے خوفزدہ  
 ہو گئے اور انہوں نے ان پر تیر چلانے  
 بند کر دیے۔

تھوڑی دیر بعد وہ شہر کے سب سے بڑے  
 چوک کے درمیان جا کر رک گئے۔ یہاں سے  
 ہر شان کا محل تھوڑی دور تھا۔ چمن چینگو نے  
 دیکھا کہ محل کے گرد بڑے زور شور سے  
 آگ جلائی جا رہی تھی وہ مسکرا دیا۔  
 اس نے اپنا ہاتھ محل کی طرف اٹھایا  
 اور بلند آواز سے کہنے لگا۔

ہر شان چمن چینگو تمہیں حکم دیتا ہے کہ  
 محل سے نکل کر یہاں سامنے چوک میں



حاضر ہو جاؤ۔  
 یہ کہہ کر وہ خاموش ہو رہا۔ ابھی اسے  
 خاموش ہوتے تھوڑی دیر گزری تھی کہ محل  
 کا پچھلک کھلا اور ہوشیار دیوانہ وار ننگے  
 پیر باہر نکلا۔ اسکے باہر نکلتے ہی دروازے  
 کے سامنے بٹنے والی سڑک فوراً بجھا دی  
 گئی اور ہوشیار ننگے پیر بھاگتا ہوا چھین چھو  
 کی طرف آنے لگا اس کے ساتھ سپاہیوں  
 کا ایک دستہ بھی تھا وہ ہوشیار کیساتھ  
 بھاگتا چلا آ رہا تھا۔

چھین چھو سے چند قدم دور آکر وہ رک  
 گیا اور اس کے ساتھ آہولے سپاہی ان  
 کے گرد دائرہ بنا کر کھڑے ہو گئے۔ سپاہیوں  
 کے ہاتھ ان کی جیبوں میں تھے۔

ہوشیار اپنی ناک پکڑ کر اپنے منہ پر  
 تھپڑ مارا۔ چھین چھو نے حکم دیا۔ اور ہوشیار  
 کے دونوں ہاتھ کسی مشین کی طرح اٹھے  
 اس نے ایک ہاتھ سے اپنی ناک پکڑی  
 اور دوسرے ہاتھ ایک زبردست تھپڑ

اپنے گال پر مارا۔ پھر اسے دوسرے ہاتھ  
 سے ناک پکڑی اور پہلے ہاتھ سے دوسرے تھپڑ  
 گال پر تھپڑ مار دیا۔ جیسے ہی دوسرے تھپڑ  
 کی آواز فضا میں گونجی۔ ایک سپاہی اپنی  
 جگہ سے بھلی کی طرح اچھلا اسکا ہاتھ جیب  
 سے باہر آیا تو اسکے ہاتھ میں کٹے ہوئے  
 پیازوں کا بنا ہوا ہار تھا اس سے پہلے کہ  
 چھین چھو کچھ سمجھتا سپاہی نے بڑی پھرتی سے  
 ہار اسکے گالے میں ڈال دیا۔  
 ”ہار مارا اب میں دیکھونگا کہ تمہاری طاقتیں  
 کیا کرتی ہیں“ ہوشیار نے خوشی سے نعرہ  
 لاتے ہوئے کہا۔

چھین چھو نے ہار پڑتے ہی محسوس کیا کہ  
 اسکی پڑا ہوا طاقتیں مفلوج ہو کر رہ گئی ہیں  
 اسے پھرتی سے ہار گالے سے اتارنے کی  
 کوشش کی مگر بے سود۔ ہار اسکے گالے میں  
 ایسا تنک ہو گیا تھا کہ کس طرح نکل ہی  
 نہیں رہا تھا۔ چھین چھو نے اچھل کر ہار کو پکڑ کر نکالنے

کی کوشش کی مگر جیسے ہی پنگو نے ہار  
کو ہاتھ لگایا وہ چیخا ہوا دور جا گرا۔ اسے  
ایسا محسوس ہوا تھا جیسے ہار کی بجائے اس  
نے آگ کو ہاتھ لگا دیا ہو۔  
ان دونوں کو بچر "لو" ہوشان نے چیخ کر  
سپاہیوں کو حکم دیا۔ چن چنگو اور پنگو نے  
جھانکنے کی کوشش کی۔ مگر انکے گرد سپاہیوں  
کا دائرہ اتنا تنگ تھا کہ وہ بھاگ نہ سکے  
اور سپاہیوں نے ان دونوں کو قابو کر لیا  
فوراً ہی ہوشان کے حکم پر انہیں کرسیوں  
سے باز کر دیا گیا۔

انہیں محل میں لے آئے اب میں ان دونوں  
سے اپنا بدلہ لوں گا۔ ایسا بدلہ کہ انکی روئیں  
قیامت تک بلبلائی رہیں گی۔  
یہ حکم دیکر ہوشان واپس مڑا اور انکے  
ساتھ ہی سپاہی بھی ان دونوں کو اٹھائے اس  
کے پیچھے چلتے ہوئے محل کے دروازے میں  
داخل ہوئے اور انکے پیچھے دروازہ بند ہو گیا۔

ہالگان بچک کے ایک طرف کھڑا یہ سب  
نظر دیکھ رہا تھا چن چنگو اور پنگو کے اس  
طرح پکڑے جانے پر اسے جید افسوس ہوا  
اسنے فیصلہ کر لیا کہ وہ کسی نہ کسی طرح  
محل میں ضرور داخل ہوگا اور ان دونوں کو  
دلہاں سے چھڑوا لائے گا۔

چنانچہ وہ رات ہونے کا انتظار کرنے  
لگا۔ جب چاروں طرف گہرا اندھیرا چھا گیا تو  
وہ چھپتا چھپاتا محل کی پچھلی دیوار کے قریب  
پہنچ گیا محل کی پچھلی دیوار کے قریب ہی  
ایک پرانا گھنا درخت موجود تھا وہ پہرہ داروں



کی نظریں بسپا کر اس درخت پر چڑھ گیا اس درخت کا ایک تنہا محل پر چڑھ دیوار پر جھکا ہوا تھا چنانچہ وہ بڑی آسانی سے دیوار پر پہنچ گیا وہاں پہنچ کر اسے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اندر کود گیا وہ حتی الوسع کوشش کر رہا تھا کہ کسی کی نظروں میں نہ آئے۔ ویسے اب یہاں پہرہ دار بھی اتنے چوکنے نہیں تھے۔ شاید اسلئے کہ ہوشان کے دشمن پکڑے گئے تھے وہ چھپتا چھپتا محل کے اندر داخل ہو گیا۔ اور پھر جلد ہی ہوشان کے غائب کرنے کے اور موجود روشندان کے قریب پہنچ گیا روشندان خاصا بڑا تھا اتنا بڑا کہ پانچوں باآسانی اس میں سے گزر سکتا تھا۔

اسنے روشندان سے اندر بھاگا تو اس نے دیکھا کہ کمرے کے درمیان میں چھن چھنگو سی سے اتنا لٹا ہوا تھا۔ ہر ابھی تک اس کے گھٹے میں تھا چھنگو ایک طرف بندھا پڑا تھا۔ اور ہوشان اتنے میں کودتا سنے کھڑا تھا

میں چھنگو کا جسم خون سے لہو لہاں ہو رہا تھا۔ اب بتلاؤ تمہاری طاقتیں کہاں ہیں اب نہیں میرے ہاتھ سے کوئی نہیں بسپا سکتا میں نہیں اڑتیں دے دیکر مارونگا ہوشان نے غصے سے بولے میں پوری قوت سے چھن چھنگو کو کڑا مارتے ہوئے کہا اور چھن چھنگو کے جسم سے خون نیچے ٹپکنے لگا۔

پانچوں نے دیکھا کہ کمرے میں ہوشان اکیلا ہے چنانچہ اسنے روشندان کی کدوی کو پکڑا اور دوسرے لمے اس نے کمرے میں پھانگ لگا دی۔

جس وقت پانچوں نیچے گرا اس وقت ہوشان چھن چھنگو کو کڑا مارتے کے لئے ہاتھ اٹھا ہی رہا تھا۔

نیچے گرتے ہی پانچوں نے ہوشان پر پھانگ لگا دی مگر ہوشان نے پوری قوت سے کڑا ماریا۔ اور کڑا پانچوں کے جسم پر پڑا۔ وہ انھیں کچھ فٹ دور جاگرا اسی لمحے ہوشان نے پیچ کر ملازموں کو

آواز دی۔ پاگان بھی کوڑے کی پرواہ کئے بغیر دوبارہ ہوشان کی طرف بڑھا۔ امپر جنون سوار تھا۔

”پاگان میرے گے سے ہار اتار دو جلدی کرو“ چمن چینگو نے تیغ کر پاگان سے کہا اور پاگان تیزی سے چمن چینگو کیسٹن مڑ گیا۔ ”رک جاؤ رک جاؤ“ ہوشان کوڑا لہراتے تیزی سے پاگان کی طرف پکا۔ مگر پاگان کا ہاتھ چمن چینگو کے گے میں موجود ہار پر پہنچ چکا تھا اس سے پہلے کہ ہوشان اس تک پہنچتا۔ اس نے ہاتھ کو جھٹکا دیا۔ اور ہار ٹوٹ کر دور جا گرا۔

ہار علیحدہ ہوتے ہی چمن چینگو نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور ہوشان جہاں تھا وہیں بت کی طرح جم کر رہ گیا۔

چمن چینگو نے رسی کو ہاتھ لگایا اور رسی ٹوٹ گئی چمن چینگو اچھل کر نیچے آگرا اس کے پیروں میں بندھی ہوئی رسی بھی خود بخود علیحدہ ہو گئی۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور چار تلواریں سنبھالے اندر داخل ہوئے مگر چمن چینگو کے ایک ہی اشارے پر وہ سب بھی بت بنے وہیں کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ ”مہبت بہت بہت شکریہ پاگان میں تمہارے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ اب میں دیکھوں گا کہ ہوشان میل کیا بگاڑ سکتا ہے میں دراصل لاعلمی میں مارا گیا تھا“ چمن چینگو نے کہا اور پھر اس نے اپنے جسم پر ہاتھ پھیرا اور اس کے جسم پر موجود تمام زخم غائب ہو گئے۔

”مہب بلاؤ ہوشان تمہیں کیا منسل دیجائے“ چمن چینگو نے ہوشان سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”مجھے معاف کر دو چمن چینگو میں آندہ سنبھی کسی پر ظلم نہیں کرزگا“ ہوشان نے صم سب

بچے میں جواب دیا۔ ”تمہیں معاف نہیں کیا جا سکتا۔ تم اتنے ظلم کر چکے ہو کہ اب معافی کا لفظ ہے معنی ہو چکا ہے“ چمن چینگو نے کہا۔



”تم اگر چاہو تو مجھے معاف کر سکتے ہو“ ہر شان نے دوبارہ گڑ گڑاتے ہوئے کہا۔  
 ”میں اس کے لئے صرف اس شرط پر غور کر سکتا ہوں۔ اگر تم اپنی تمام ریاست اس نوجوان پاگان کو مکھ کر دیدو“ چن چنگو نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 ”نہیں نہیں میری ریاست مجھ سے مت چھینو ورنہ میں بھوکا مر جاؤنگا“ ویسے جو انعام اکرام و دولت، سونا جو چاہو مجھ سے لے لو“ ہر شان نے منت کرتے ہوئے کہا۔  
 ”نہیں جو میں نے کہہ دیا ہے۔ اگر تم ایسا کرنے پر تیار ہو جاؤ تو ٹھیک ورنہ اذیت ناک زندگی گزارنے پر تیار ہو جاؤ جکا انجام عبرتناک موت ہوگا۔“  
 مجھے ریاست نہیں چاہیے چن چنگو میں تو اس کا خون پینا چاہتا ہوں۔ میں صرف انتقام لینا چاہتا ہوں“ پاگان نے سخت لہجے میں کہا۔  
 ”تم فکر نہ کرو درست قہار انتقام ضرور

”تم اگر چاہو تو مجھے معاف کر سکتے ہو“ ہر شان نے دوبارہ گڑ گڑاتے ہوئے کہا۔  
 ”میں اس کے لئے صرف اس شرط پر غور کر سکتا ہوں۔ اگر تم اپنی تمام ریاست اس نوجوان پاگان کو مکھ کر دیدو“ چن چنگو نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 ”نہیں نہیں میری ریاست مجھ سے مت چھینو ورنہ میں بھوکا مر جاؤنگا“ ویسے جو انعام اکرام و دولت، سونا جو چاہو مجھ سے لے لو“ ہر شان نے منت کرتے ہوئے کہا۔  
 ”نہیں جو میں نے کہہ دیا ہے۔ اگر تم ایسا کرنے پر تیار ہو جاؤ تو ٹھیک ورنہ اذیت ناک زندگی گزارنے پر تیار ہو جاؤ جکا انجام عبرتناک موت ہوگا۔“  
 مجھے ریاست نہیں چاہیے چن چنگو میں تو اس کا خون پینا چاہتا ہوں۔ میں صرف انتقام لینا چاہتا ہوں“ پاگان نے سخت لہجے میں کہا۔  
 ”تم فکر نہ کرو درست قہار انتقام ضرور

اسکا علم سنتے ہی وہاں موجود تمام لوگ مشینوں کی طرح حرکت میں آئے اور پھر ہوشان کے سر پر تڑاڑ جوتے برسے گئے۔ جن لوگوں پر ظلم کرتا تھا اور جو اس کے سامنے سے بھی گزرتے ہوئے گھبراتے تھے وہی لوگ اس ظالم ہوشان کے سر پر جوتے برسا رہے تھے اور ہوشان کے منہ سے دردناک چیخیں نکلی رہی تھیں مگر وہ بے بس تھا۔ مجبور تھا دیکھا ہوشان ظلم کا انجام تم اپنے آپ کو اس ریاست کا خدا سمجھ بیٹھے تھے مگر اب دیکھ تمہارا کیا حال ہے۔ چھٹنگو نے کہا جوتے کھاتے کھاتے ہوشان بیہوش ہو گیا تو چھٹنگو نے پاگان اور پنگلو کو چلنے کے لئے کہا۔

پندرہ دستو آج اتنا ہی کافی ہے باقی کام کل کریں گے۔ چھٹنگو نے کہا اور پھر وہ پاگان اور پنگلو کو سڑے شہر سے باہر چل پڑا۔

پاگان نے چھٹنگو سے مخاطب ہو کر کہا تم چوک ایک چلو تمہاری یہ حسرت بھی پوری ہو جائیگی۔ چھٹنگو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں اسی چوک پر پہنچ کر گئے جہاں سے انہیں قید کر کے لیڈیا گیا تھا۔ وہاں موجود لوگ انہیں بول آزاد دھج کر حیران رہ گئے۔ چھٹنگو نے اپنا ہاتھ محل کی طرف اٹھایا اور پھر زور سے کہا ہوشان یہاں میرے سامنے آؤ فوراً۔ اسکی آواز سنتے ہی محل کا دروازہ کھلا اور ہوشان دکھڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا آیا وہ چھٹنگو کے سامنے آکر رک گیا اس کے چہرے پر تکلیف اور جھلجھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔

زمین پر لیٹ جاؤ۔ چھٹنگو نے اسے حکم دیا اور ہوشان فوراً زمین پر لیٹ گیا ایسے جیسے کسی نے اسے دھکا دیدیا ہو اس کے بعد چھٹنگو نے ارد گرد موجود لوگوں کو حکم دیا کہ ہر آدمی آگے آئے اور ہوشان کے گننے سر پر ایک ایک جوتا مارے



بھگ گیا کہ وہ چھین چھنگو کی بادشاہ سے ٹیکہ  
کرنے آیا ہوگا۔

ہوشان جب اندر داخل ہوا تو اس کے سر  
پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں اور چہرہ پر پریشانی  
اور زردی نمایاں تھی۔ اس نے جھک کر سلام کیا  
اور پھر مودبانہ انداز میں سر جھکا کر کھڑا ہو گیا  
”کیا بات ہے ہوشان تم پریشان ہو۔ ہمیں  
بتاؤ تمہیں کیا تکلیف ہے“ بادشاہ نے اس کی  
ساتھ دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

”محضور میرے ساتھ ظلم ہو رہا ہے میری  
برعام بے عزتی کی جا رہی ہے مجھے ذیل  
لایا جا رہا ہے“ ہوشان نے روتے ہوئے کہا  
”میں نے یہ جرات کی ہے کہ ہمارے دوست  
کو بے عزت کرے اور اسے ذیل کرے ہمیں  
بتاؤ ہم اسے اتنی عورتوں سے ملنا دیں گے کہ  
پورا ملک اس کا شہر دیکھ کر رز اٹھے گا“ بادشاہ  
نے غصے سے کہتے ہوئے کہا۔

”جناب آپ کے سپہ سالار ناپان چھنگو کا بیٹا چھین چھنگو  
اس سارے قلعہ کی جڑ ہے“ ہوشان نے اکتے

سامان کا بادشاہ چاگان دربار عالم لگانے بیٹھا  
تھا۔ دربار میں تمام وزراء اور اہل اپنی اپنی  
جگہوں پر مودبانہ انداز میں سر جھکائے بیٹھے ہوئے  
تھے سپہ سالار ناپان چھنگو بھی بادشاہ کے قریب  
اسی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔  
اپنا ایک دربان اندر گیا کورتش سجا کر  
کہنے لگا۔

”محضور ریاست پہولی کے سردار ہوشان دربار میں  
حاضر ہونا چاہتے ہیں“  
”ہوشان“ بادشاہ نے چونک کر کہا ”حاضر کرو“  
ناپان بھی ہوشان کا نام سن کر چونک پڑا وہ

جڑتے ہوئے کہا۔  
 ”جین چنگو مگر وہ تو ابھی بچہ ہے اور ہم نے سنا ہے کہ اسکا قد بہت چھوٹا ہے وہ بھلا کہیں کیسے ذیل کر سکتا ہے۔ کیا تم پاگل تو نہیں ہو گئے“ بادشاہ نے حیرت سے ہوشیار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں جناب میں کچھ کہہ رہا ہوں اس کے پاس کچھ پراسرار طاقتیں ہیں اور جناب یہ سب کچھ ناپان کے اشارے پر ہو رہا ہے ناپان شاید میری ریاست پر قبضہ کرنا چاہتا ہے“ ہوشیار نے براہ راست ناپان پر الزام لگاتے ہوئے کہا۔

یہ جھوٹ بول رہا ہے جناب میرا یہ کوئی ارادہ نہیں ہے اور یہی میرے بیٹے جین چنگو کی بات تو جناب اسے یہ طاقتیں ایک درویش بندہ بایا نے عنایت کی ہیں۔ اور اسے یہ بھی کہا ہے کہ وہ اسے ظالموں کے خلاف استعمال کرے۔

اور ہوشیار غم میں پوری دنیا میں شہوہ ہے

چنانچہ وہ بندہ بایا کے حکم پر اسکو سزا دے رہا ہوگا“ ناپان نے جواب دیا۔  
 مگر ہمارے ہوتے اسکی کیا جرأت ہے کہ وہ کسی کو سزا دے سکے۔ ہوشیار بالکل سچ کہہ رہا ہے ضرور تم باپ بیٹے نے اسکے خلاف سازش کی ہوگی“ بادشاہ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

مگر اصل بات تھی وہ میں نے حضور کو بتا دی ہے اب آپ جیسے مناسب سمجھیں کر لیں۔ اگر اختیار ہے“ ناپان نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

ہم کچھ نہیں جانتے تم فوراً اپنے بیٹے کو گرفتار کر کے ہمارے حضور پیش کرو ہم اسے ہوشیار کو منگ کرنے پر ایسی سزا دینا چاہتے ہیں کہ آئندہ کسی کو ہمارے دوستوں کے خلاف دیرپھی نظر اٹھانے کی جرأت ہی نہ ہو سکے“ بادشاہ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

اسے پیش کرنا میرے بس ہے باہر ہے حضور وہ اپنی مرضی کا آپ مانگ ہے آپ اگر



اپان کی گردن پر تلوار کا بھرپور وار کیا۔ اور  
ایک ہی وار میں ناپان چھنگو کا سر کٹ  
کر دور جاگرا۔

”اسکی لاش کو چوک پر لٹا دو تاکہ ہم سے  
گتاجی کو نپالے کے انجام سے لوگ عبرت لیں  
بادشاہ نے سپاہیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔  
”محضور کا بول بالا رہے آپ بڑے انسان  
پند ہیں“ ہوشان نے خوشی سے بھرپور لہجے  
میں کہا۔

ہوشان ہم تمہیں سپہ سالار اعظم مقرر کرتے  
ہیں اور اس کے ساتھ ہی تمہیں حکم دیتے ہیں  
کہ چھنگو کو فوری طور پر گرفتار کر کے ہمارے  
محضور پیش کرو۔ بادشاہ نے ایک اور حکم دیا  
”بہتر محصور آپ کے حکم کی فوری تعمیل ہوگی“  
ہوشان نے اب سے سر جھکاتے ہوئے کہا  
”ورجاء درخواست کیا جاتا ہے“ بادشاہ نے  
حکم دیا اور پھر اٹھ کر واپس محل کی  
طرف چل پڑا۔

اسے گرفتار کر سکتے ہیں تو کر لیں“ ناپان کو بھی  
غصہ آگیا۔

”تمہارے جواب سے بناوت کی بو آ رہی ہے“  
بادشاہ نے پہلے سے بھی زیادہ کڑھکار لہجے  
میں کہا۔

”اسے گرفتار کر لیا جائے“ اسنے اپنے حفاظتی  
دستے کو حکم دیا اور حفاظتی دستے کے مسلح  
سپاہیوں نے دوسرے لمحے ناپان کو پکڑ لیا۔  
”مصلحتاً کو حاضر کرو“ بادشاہ نے غصے سے  
پہنکارتے ہوئے کہا۔

”محضور آپ ظلم کر رہے ہیں اور ظلم اللہ تعالیٰ  
کو پسند نہیں ہے اب بھی موقع ہے کہ آپ  
سنبھل جائیں اور مجھ بیگناہ کے قتل سے باز  
آئیں“ ناپان نے بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہا۔  
”گتاجی“ کہنے۔ تمہاری یہ جرأت کہ جہیں دربار  
عام میں دھکیں دو“ بادشاہ شدید غصے سے اچھل  
کر کھڑا ہو گیا دوسرے لمحے اسنے اپنی نیام سے  
تلوار کھینچی اور بجلی کی سی تیزی سے اس نے  
سپاہیوں کے ہاتھوں میں جکڑے ہوئے بوڑھے

بہتے آنکھیں بند کر لیں۔ کافی دیر تک وہ آنکھیں  
بند کئے بیٹھا رہا۔ پھر جب اسے آنکھیں کھولیں  
تو اسکی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں  
پورا جسم غصے کی شدت کی بنا پر کانپنے لگ گیا  
”اُدھ اب ظلم انتہا پر پہنچ گیا ہے چھن چنگو  
نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔  
کیا ہو گیا کچھ مجھے بھی بتاؤ“ پاگان نے

حیرت سے پھر لپڑا ہجے میں پوچھا  
”میں نے آنکھیں بند کر کے سب کچھ دیکھ  
یا ہے ہوشان ہماری شکایت لیکر بادشاہ کے پاس  
پہنچا ہے اور بادشاہ نے میری وجہ سے میرے  
باپ کو قتل کر دیا ہے ہوشان کو پہلا سالار بنا  
دیا ہے اور میری گرفتاری کے حکم جاری کر  
دیے ہیں“ چھن چنگو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔  
”یہ تو بہت برا ہوا مجھے انوس ہے یہ سب  
کچھ میری وجہ سے ہوا اگر میں تم لوگوں کے  
پاس نہ جاتا تو یہ نہ ہوتا۔“ پاگان نے انوس  
سے پھر لپڑا ہجے میں کہا۔  
”نہیں ابھی بات نہیں ہے یہ سب قدرت

چھن چنگو، چنگو اور پاگان ایک غار میں بیٹھے  
آپس میں باتیں کر رہے تھے پاگان کے اصرار  
پر چھن چنگو آمادہ ہو گیا تھا کہ آج وہ پاگان  
کو اجازت دیدیگا کہ وہ ہوشان سے اپنے  
باپ کی موت کا بدلہ لے لے۔  
ابھی وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ اچانک  
چھن چنگو کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔  
ایسا محسوس ہوا جیسے چھن چنگو کو کسی نے  
اچانک جھوڑ دیا ہو۔  
”اُدھ کچھ ہو گیا ہے“ چھن چنگو نے چونک کر کہا  
”کیا ہو گیا ہے“ پاگان نے حیرت سے  
پوچھا مگر چھن چنگو نے اسے جواب دینے کی



گئے اور تینوں بڑے اطمینان سے محل کے اندر داخل ہو گئے محل کے اندر لی پہرہ داروں نے انہیں روکنے کی بیدگوشی کی مگر چھ چنگو کے ایک ہی اشارے پر تمام پہرہ دار پتھر کے بتوں میں تبدیل ہوتے چلے گئے اب تو وہاں ہر طرف جگمگاتے ہوئے گئی پہرہ دار خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر بھاگ رہے تھے کوئی ان کے سامنے آنا ہی نہیں چاہتا تھا۔

اجانک ان پر زہریے تیروں سے حملہ کیا گیا۔ تیر چھ چنگو کے قریب آ کر مرے اور تیر چلانوالوں کے سینوں میں پیوست ہو جاتے پھر تو وہاں حشر برپا ہو گیا اور وہ تینوں اطمینان سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

بادشاہ اپنے خاص کمرے میں ہوشیار کیا تھا باتوں میں مصروف تھا جب اسے اس ہنگامے کی اطلاع ملی تو وہ غصے کے مارے غوار کھینچ کر خود ہی کمرے سے باہر بھاگ پڑا۔ ہوشیار نے اسے روکنے کی بھڑکی گوشی کی مگر بادشاہ نہ رکا۔ ہوشیار کو چھ چنگو کی طاقتوں کا علم تھا اس لئے وہ بادشاہ کو ان کے سامنے مہانے سے روک رہا

کے کیمبل میں پہلے میں سوچ رہا تھا کہ ہوشیار کی ریاست تینوں دلوادوں اور ہوشیار کی باقی عمر دیکھ کے کھاتے گزر جائے مگر اب میں ہوشیار اور بادشاہ دونوں سے ایسا انتقام لوں گا کہ دنیا یاد رکھے گی۔ چلو بادشاہ کے پاس چلیں چھ چنگو نے سنجو لہجے میں کہا اور پھر اس نے ایک ہاتھ سے چنگو کا پتھر پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے پاگان کی ٹانگ۔

”انٹھیں بند کرو“ اس نے حکمانہ لہجے میں کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے دوبارہ حکم دیا ”انٹھیں کھولو“ پاگان نے انٹھیں کھولیں تو وہ حیران رہ گیا کیونکہ اب وہ غار کی بجائے بادشاہ کے محل کے سامنے کھڑے ہوتے تھے۔

”چلو اور دیکھو کہ میں بادشاہ اور ہوشیار سے کیا انتقام لیتا ہوں“ چھ چنگو نے کہا اور پھر وہ تینوں محل کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچے چھ چنگو نے ہاتھ کا اشارہ کیا اور محل کا دروازہ کھڑک دور جا کر۔ پہرہ دار خوفزدہ ہو کر چپختے ہوئے بھاگ

تھا مگر بادشاہ کو تو علم نہیں تھا اسلئے وہ غصے کے مارے جھگتا چلا گیا۔

بادشاہ کا حفاظتی دستہ بھی بادشاہ کے پیچھے جھگتا چلا گیا ہوشان فوری طور پر محل کے پچھلے دروازے کی طرف بھاگا وہ چھینچھنگو کے سامنے پہنچا نہیں جا سکا تھا۔

جب بادشاہ تھوڑا دیر گھنٹے اس جگہ پہنچا جہاں درباراً لگایا جاتا تھا تو چھینچھنگو، پنگو اور پاگان وہاں پہنچ چکے تھے۔

”تمہیں یہ جرات کیسے ہوئی کہ تم میرے محل میں قتل و غارت کرو“ بادشاہ نے چھینچھنگو کو دیکھتے ہی غصے سے چیختے ہوئے کہا مگر چھینچھنگو نے ہاتھ کا اشارہ کیا اور بادشاہ سر کے بل اٹا ہو گیا تھوڑا سی لمحہ کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور اس کا حفاظتی دستہ پتھر کے بتوں میں تبدیل ہو گیا۔

”ہوشان میرے سامنے آؤ“ چھینچھنگو نے چیخ کر کہا اور پھر چند لمحوں بعد ہوشان اس طرح وہاں آگرا جیسے کسی نے اسے اٹھا کر وہاں پسینک دیا ہو چھینچھنگو نے اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر اشدہ کیا اور

بادشاہ کے ساتھ وہ بھی سر کے بل اٹا ہو گیا ”میرے پیچھے آؤ“ چھینچھنگو نے اڑتے ہوئے کہا اور پھر ہوشان اور بادشاہ دونوں سر کے بل گھسٹتے ہوئے اپنے پیچھے پیچھے آنے لگے۔

چھینچھنگو ان دونوں کو اس طرح اپنے پیچھے لئے محل کے باہر نکل آیا بادشاہ اور ہوشان کو اس حال میں دیکھ کر وہاں شہر کی تمام خلعت اکٹھی ہوئی ”دیکھو لوگو یہ دونوں ظالم ہیں انہوں نے سب پر ظلم کیا انتہا کر دی ہے اگر میں انہیں سزا دوں تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے“

چھینچھنگو نے تمام لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”انہیں ضرور سزا دو یہ ظالم ہیں انہوں نے بہت ظلم کئے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں“ بادشاہ اور ہوشان کے غلوں سے تنگ آئے ہوئے لوگوں نے ایک زبان ہو کر کہا۔

”آؤ پاگان پہلے تم ہوشان سے اپنے باپ کا بدلہ لے لو تم جس طرح چاہو اس سے بدلہ لے سکتے ہو“ چھینچھنگو نے پاگان سے مخاطب ہو کر کہا ”آؤ سیدھا کر دو تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ میں نے



اکی بے بسی سے فائدہ اٹھایا ہے۔" پاگان نے جواب دیا اور جین چینگو نے انگلی سے اشارہ کیا۔ اور ہوشان سیدھا ہو گیا۔

سیدھا ہوتے ہی اسے بھاگنے کی کوشش کی مگر پاگان نے غلاب کی طرح اسے بھیسٹ لیا۔ وہ لے لے پاگان نے اپنے طاقتور بازوؤں میں ہوشان کو اٹھا کر زمین پر پینچ دیا۔ اور خود اکی چھائی پر چڑھ بیٹھا اور پھر اکی در انگلیاں پوری قوت سے ہوشان کی آنکھوں میں گھستی چل گئیں۔ اور ہوشان کے منہ سے بھیانک چیخ نکلی گئی۔ پاگان نے پوری قوت سے کہ مار کر اسکے دانت توڑ دیے۔ پھر تڑپتے ہوئے ہوشان کا ایک بازو اس نے اپنے گھسنے پر مار کر توڑ دیا۔ اس طرح چند ہی لمحوں میں اسے ہوشان کے دونوں بازوؤں اور دونوں ٹانگوں کی ہڈیاں توڑ کر رکھ دیں۔ اسپر جنر سوار تھا۔ ہوشان بری طرح چیخ رہا تھا تڑپ رہا تھا مگر پاگان اپنے کام میں مصروف تھا اسے اسکے حلق پر دانت جما دیے اور دانتوں سے اسکا گلا کاٹ دیا۔

پھر وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اس نے ہوشان کی دونوں مٹکیں پکڑ کر اسے زمین سے الپ اٹھایا اور پھر اس نے اپنے بازوؤں کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور ہوشان کی دردناک چیخ سے تمام علاقہ گونج اٹھا ہوشان کا جسم درمیان میں سے چٹا چلا گیا۔ پاگان نے اسے در حصوں میں چیر کر رکھ دیا تھا ہوشان مڑچکا تھا پاگان نے اسکا مردہ جسم زمین پر پھینکا اور پھر نفرت سے اسپر قھوک دیا ایک ظالم اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے دو اب دوسرے ظالم کا انجام دیکھو۔ جین چینگو نے سخت ہنسنے میں لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا اور لوگوں نے خنسی سے زوردار نعرے مارے۔

"چنگو آگے بڑھو اور اس بادشاہ سے میرے باپ کا انتقام لو" جین چینگو نے چنگو کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ اور چنگو اچھٹا ہوا آگے بڑھا۔ بادشاہ اٹھ کھڑا ہوا تھا چنگو اچھل کر اس کی مٹکی

پر چڑھ گیا اور ناگ پڑتے ہی اس نے بادشاہ کے جسم پر پشیا ب کر دیا۔  
 "دیکھ لو لوگو ظالم بادشاہ کا حال وہ اپنے آپکو جید طاقتور سمجھ کر رعایا پر ظلم کرتا تھا اب ایک چھوٹا سا بندر اسپر پشیا ب کر رہا ہے" چمن چنگو نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا اور لوگ عبرت سے اپنے کانوں کو ہاتھ لگانے لگے۔

چنگو اچھل کر نیچے آیا اور پھر اس نے بادشاہ کی ناگ اپنے دانتوں سے چبا ڈال بادشاہ بری طرح جھج رہا تھا مگر بے بس تھا۔ چنگو نے اس کی ناگ چبانے کے بعد اسکے جسم کے ہر حصے کو دانتوں سے کاٹنا شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد بادشاہ کا تمام جسم بری طرح زخمی ہو گیا۔

چمن چنگو نے اشارہ کیا اور بادشاہ زمین پر گر پڑا۔ چنگو اسپر سوار ہو گیا اور اس نے اس کے گے میں اپنے دانت جا دیے چند لمحوں بعد اسکے تیز دانتوں سے بادشاہ کا

گلا کٹ گیا۔ اور اس میں سے خون فارس کی طرح باہر نکلنے لگا بادشاہ کا تمام جسم بری طرح تڑپ رہا تھا آخر تڑپتے تڑپتے وہ ٹھنڈا ہو گیا اسکے مرتے ہی چمن چنگو نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 "لوگو ظالم بادشاہ اپنے انجام کو پہنچ گیا ہے اب میں پاگان کو جو ایک بیادہ اور شریف انسان ہے تمہارا بادشاہ مقرر کرنا چاہتا ہوں تمہیں کوئی اعتراض ہے

تیاں نہیں ہم پاگان کو بادشاہ تسلیم کرتے ہیں" سب نے متفق ہو کر کہا بادشاہ کے تمام وزیر اور امیر بھی وہاں اکٹھے ہو چکے تھے ان میں سے ایک جھاک کر محل میں گیا اور بادشاہ کا تاج لاکر اسے پاگان کے سر پر رکھ دیا اور پھر سب نے متفقہ طور پر پاگان کو بادشاہ تسلیم کر دیا۔ تمام رعایا خوشی سے اچھلنے کودنے لگی۔ پاگان نے چمن چنگو کا فکریہ ادا کیا اور تمام لوگوں سے وعدہ کیا کہ وہ ہمیشہ عدل و انصاف سے حکومت کریگا۔ چمن چنگو بھی



خوش تھا کہ اسے ظالموں کو انجام تک پہنچا کر لوگوں کو انکے ظلم سے ہمیشہ سیکھتے نہایت ولاری ہے سب لوگ چھینگو کی تعریف میں بھی نعرے مار رہے تھے۔

اسی وقت ایک بوڑھی عورت جمع کو چرتی ہوئی آگے بڑھی اور چھینگو کے قریب آکر اس سے کہنے لگی۔

”چھینگو اللہ تعالیٰ نے تجھے ظالموں کو سزا دینے کیلئے طاقتیں عطا کی ہیں میری بھی فریاد سنو“ کیا بات ہے بوڑھی اماں مجھے بتاؤ تم پر کس نے ظلم کیا ہے“ چھینگو نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

بیٹے میری ایک ہی بیٹی تھی جو بید خوبصورت تھی اسے آج سے چھ ماہ پہلے ایک ظالم جادوگر شوکرام اٹھا کر لے گیا تھا یہ جادوگر بید ظالم ہے ہر سال یہ ایک خوبصورت لڑکی کو اٹھا کر لیجاتا ہے اسے سارا سال اپنے پاس رکھ کر سال کے بعد اسے مار ڈالتا ہے اور پھر نئی لڑکی اٹھا کر لیجاتا ہے لوگ اس سے بید تک ہیں مگر چونکہ وہ

عاقبت جادوگر ہے اسلئے سب بے بس ہیں میری لڑکی کو واپس لے آؤ اور اس ظالم جادوگر کو ختم کر کے لوگوں کو انکے ظلم سے نہایت دلدادہ“ بوڑھی نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

”جادوگر“ چھینگو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا وہ شاید یہ سوچ رہا تھا کہ جادوگر کے جادو کا کیسے مقابلہ کریں گا مگر پھر اسے بند بابا کی بات یاد آگئی کہ اسے ظالموں کو سزا دینے کے لئے طاقتیں دی گئی ہیں۔ تو اس نے اس ظالم جادوگر سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

”ٹھیک ہے بوڑھی اماں میں آج ہی اپنے دوست چھینگو کو بیکہ اس ظالم جادوگر کے مقابلے کے لئے جاتا ہوں مجھے اللہ پر بھروسہ ہے کہ میں ضرور کامیاب ہوں گا“ چھینگو نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور بوڑھی اماں کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ نکلے۔



پراسرار طاقتوں کے مائد چہن چہنگو کا حیرت انگیز ناول

# چہن چہنگو اور ظالم جادوگر

مفت — مظہر کلیم ایم اے

ظالم جادوگر شوکر ام بہت بڑا جادوگر تھا، کیا اس کے مقابلے میں چہن چہنگو کامیاب ہو گیا۔؟ چہنگو کے حیرت انگیز کارنامے اس نے ظالم جادوگر کے سر پر ہیں چیتیں ماریں کیسے۔؟ چہن چہنگو کی پراسرار طاقتوں اور شوکر ام کے جادو کا خوفناک مقابلہ، ایک ایسی دلچسپ اور حیرت انگیز کہانی جسے بچے ایک بار پڑھنے کے بعد بار بار پڑھنے پر مجبور ہو جائیں گے

شائع ہو گیا ہے اپنے قریبی بیکسٹال یا براہ راست ہم سے طلب کریں

یوسف برادر زین بشیر بکسٹال گیت ملتان